

# یاغنجیت

مولانا وحید الدین خاں

# باغ جنّت

مولانا وحید الدین خاں

*Bagg-e-Jannat*

By Maulana Wahiduddin Khan

First published 1993

Reprinted 2015

This book is copyright free

Goodword Books

A-21, Sector 4, NOIDA-201301, U.P., India

Tel. +91-8588822674, +91120-4314871

email: [info@goodwordbooks.com](mailto:info@goodwordbooks.com)

[www.goodwordbooks.com](http://www.goodwordbooks.com)

Goodword Books, Chennai

324, Triplicane High Road,

Triplicane, Chennai-600005

Tel. +9144-4352-4599

Mob. +91-9790853944, 9600105558

email: [chennaigoodword@gmail.com](mailto:chennaigoodword@gmail.com)

Goodword Books, Hyderabad

2-48/182, Plot No. 182, Street No. 22

Telecom Nagar Colony, Gachi Bawli

Hyderabad-500032

Tel. 04023000131, Mob. 07032641415

email: [hyd.goodword@gmail.com](mailto:hyd.goodword@gmail.com)

Printed in India

## فہرست

۲۶	دو قسم کی روئیں	۳	دیباچہ
۲۷	شکر کا جذبہ	۴	خدا کو ماننا
۲۸	اللہ والے	۵	خدا کو پانے والے
۲۹	مانگنے والا پاتا ہے	۶	خدا کا پڑوسی
۳۰	جنت کے مشہری	۷	رزق کا دسترخوان
۳۱	عبودیت کا مقام	۸	جنت قربت الہی کا نام ہے
۳۲	درخت کا سبق	۹	جنت سب سے بڑا عطیہ ہے
۳۳	جنت کی وراثت	۱۰	جننی نگاہ
۳۴	آخرت میں جینے والے	۱۱	عبادت کرنے والے
۳۵	جننی عمل	۱۲	کامل دنیا
۳۶	جنت کس کا حصہ ہے	۱۳	اندھیرے کے بعد اجالا
۳۷	جننی کون	۱۴	تاریکی ختم ہوگی
۳۸	قیمت نہ دینا	۱۵	تمناؤں کی دنیا
۳۹	جننی اعمال	۱۶	کھونے والا پاتا ہے
۴۰	جنت کا مسافر	۱۷	جب خدا ظاہر ہوگا
۴۱	جننی اخلاقیات	۱۸	آفاقی دین
۴۲	جنت والے	۱۹	اسلامی زندگی
۴۳	جب آنکھیں تھنڈی ہوں گی	۲۰	مومن خدا کی انڈسٹری ہے
۴۴	جنت کا پھول	۲۱	عمل یا اعتراف
۴۵	ربانی اوصاف	۲۲	صبر کا سفر
۴۶	خدا کے حملے جھکنے والے	۲۳	خدا کا درخت
۴۷	جننی کردار	۲۴	جنت کی وراثت
۴۸	۱۰ اعلیٰ خدا کا نمائندہ	۲۵	جننیوں کا انتخاب

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا نے اپنی پسند کی ایک دنیا بنائی اور اس کا نام جنت رکھا۔ یہ جنت ابدی خوشیوں اور راحتوں کی دنیا ہے۔ وہاں نہ دکھ ہے اور نہ شور و غل۔ نہ رنج ہے اور نہ حادثہ۔ وہ ہر قسم کی کلفتوں سے آزاد دنیا ہے۔ ہر قسم کی نعمتیں وہاں بے حساب مقدار میں اکٹھا کی گئی ہیں۔ وہاں آدمی نہ مرے گا اور نہ کبھی اکتائے گا اور نہ کبھی کسی طرح کے غم سے دوچار ہوگا۔

یہی وہ دنیا ہے جس کی طلب ہر شخص کی فطرت میں موجود ہے۔ ہر آدمی ایک نادیدہ جنت کی تلاش میں ہے۔ مگر یہ لامحدود جنت کوئی شخص موجودہ محدود دنیا میں نہیں پاسکتا۔ خدا نے اس جنت کو موت کے بعد آنے والی دنیا میں رکھ دیا ہے۔

تاہم یہ جنت اپنے آپ کسی کو نہیں مل جائے گی۔ یہ صرف اس خوش نصیب آدمی کا حصہ ہے جو موجودہ زندگی میں جنت والے عمل کرے۔ خدا نے ہماری زندگی کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ ہماری زندگی کا مختصر حصہ موجودہ دنیا میں ہے اور اس کا بقیہ تمام حصہ موت کے بعد آنے والی دنیا میں۔ موجودہ دنیا کو خدا نے عمل کی جگہ بنایا ہے اور بعد کی دنیا کو عمل کا بدلہ پانے کی جگہ۔

امتحان کی مصلحت کی بنا پر موجودہ دنیا میں آدمی کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ وہ آزاد ہے کہ جو چاہے کرے۔ مگر یہ آزادی برائے آزمائش ہے نہ کہ برائے انعام۔ جو آدمی وقتی آزادی کی بنا پر غلط فہمی میں نہ پڑے اور اپنے آپ کو حقیقتِ حال کے مطابق بنائے وہ جنت میں بسایا جائے گا۔ اور جو شخص آزادی پا کر سرکشی کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اس کائنات میں سارا اختیار حقیقتاً صرف ایک خدا کو حاصل ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر آدمی ہر لمحہ اس کی مٹھی میں ہے۔ جو آدمی اس حقیقتِ واقعہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو خدا کے آگے ڈال دے وہ جنت کا مستحق بنا۔ اور جو شخص حقیقتِ واقعہ سے انحراف کر کے خود ساختہ طریقوں پر چلے وہ خدا کی نظر میں مجرم ہے۔ آخرت کی نعمتوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

## خدا کو ماننا

خدا ہر قسم کی خوبیوں کا خزانہ ہے۔ اس کی قدرت کہیں روشنی کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے اور کہیں حرارت کی صورت میں۔ کہیں وہ مادہ کو ہریالی میں تبدیل کر رہا ہے اور کہیں پانی کی روانی میں۔ کہیں وہ رنگ کی صورت میں اپنا جلوہ دکھا رہا ہے اور کہیں مزہ اور خوشبو کی صورت میں۔ کہیں اس کی قدرت سے حرکت کے کرشمے ظاہر ہو رہے ہیں اور کہیں کشش کے کرشمے۔

ایسے کمالات والے خدا کو پانا ایک خشک عقیدہ کو پانا نہیں ہو سکتا۔ ایسے خدا کو پانا یہ ہے کہ آدمی کی روح ایک اتھاہ روشنی سے جگمگا اٹھے۔ وہ اس کے قلب کے لئے لطف و لذت بن جائے۔ آدمی ایک اچھا پھل کھاتا ہے تو باغ باغ ہو جاتا ہے۔ وہ ایک لطیف نغمہ سنتا ہے تو ہمہ تن وجد میں آ جاتا ہے۔ پھر خدا جو ساری خوبیوں کا سرچشمہ ہے اس کا پانا کیا کسی کو بے قرار نہیں کرے گا۔

خدا کو پانا یہ ہے کہ وہ ایک خوشبو ہو جس سے آدمی کا شامہ معطر ہو جائے۔ وہ ایک مزہ ہو جس سے اس کا ذائقہ لطف پائے۔ وہ ایک حسن ہو جو اس کی بصارت کو ایک جیرتناک نظارہ میں محو کر دے۔ وہ ایک ترنم ہو جو اس کے سامعہ کو ایسی لذت دے جس سے وہ کبھی سیر نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس خدا نے یہ تمام خوبیاں پیدا کی ہیں وہ خود ان خوبیوں کا سب سے بڑا خزانہ ہے۔ کسی کو خدا کی قربت ملنا دراصل اس کا جنت میں پہنچ جانا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص رنگ اور خوشبو کے ابدی چمنستان میں جا بسے، جیسے وہ ایک پیکر نور کے پڑوس میں پہنچ جائے۔

## خدا کو پانے والے

خدا کا بندہ وہ ہے جس نے خدا کو ان عظمتوں کے ساتھ پایا ہو جس کے اثرات اس ہیجان نیز کیفیت میں ڈھل جاتے ہیں جس کو خدا کی یاد کہا گیا ہے۔ جو خدا کو اس طرح دیکھ لے کہ اس کی ہیبت سے اس کا دل دہل اٹھے اور اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ خدا کو پانے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرے اور سب سے زیادہ خدا سے محبت کرے۔ جس کا یہ حال ہو کہ صرف ایک خدا اس کی تمام توجہات کا مرکز بن جائے۔

ایسا آدمی قرآن کو پڑھتا ہے تو اس کی روح پکار اٹھتی ہے کہ خدایا یہ تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے میری ہدایت کا ایسا انتظام کیا ورنہ میں جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتا رہتا۔ وہ رسول کی سنت کو دیکھتا ہے تو اس کا وجود اس دریافت سے سرشار ہو جاتا ہے کہ یہ خدا کا کیسا غیر معمولی انتظام ہے کہ اس نے پیغمبر کی زندگی میں ہدایت کا بے داغ نمونہ قائم کیا اور پھر تاریخ میں اس کو روشنی کے ابدی مینار کی صورت میں محفوظ کر دیا۔ جب وہ سجدہ کرتے ہوئے اپنا سر زمین پر رکھتا ہے تو اس کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اس کے رب نے اس کو اپنی رحمت کے آغوش میں لے لیا ہے۔ جب وہ کوئی غذا اپنی حلق کے نیچے آتا ہے تو اس کی پوری ہستی میں اس احسان مندی کی لہر دوڑ جاتی ہے کہ کیسا عجیب ہے وہ خدا جس نے میرے جسم کی پرورش کے لئے ایسی مکمل غذا کا اہتمام کیا۔ جب وہ پانی پیتا ہے تو اس کی آنکھوں سے ایک اور جھرنابہہ پڑتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر کہہ اٹھتا ہے کہ خدایا اگر تو مجھے سیراب نہ کرے تو میں سیراب ہونے والا نہیں، اگر تو مجھے پانی نہ دے تو کہیں سے مجھ کو پانی ملنے والا نہیں۔

## خدا کا پڑوسی

خدا کو پانے والا دنیا کی زندگی ہی میں خدا کا پڑوسی بن جاتا ہے۔ اس کی روح خدا کے نور میں نہا اٹھتی ہے۔ پھولوں کی صحبت آدمی کو لطیف کیفیات سے بھر دیتی ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ آدمی اپنے رب کو پائے اور پھر بھی اس کے اندر ربانی کیفیات پیدا نہ ہوں۔ بہت سے لوگ اپنے کو خدا کے قریب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ انتہائی حد تک خدا سے دور ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی باتیں کرتے ہیں مگر ان کا پورا وجود گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ ابھی انہوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں۔

وہ خدا کا نام لیتے ہیں مگر ان کے منہ میں خدائی مٹھاس کی شکر نہیں گھلتی۔ وہ خدا کو پانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر خدا کے چمنستان کی کوئی خوشبو ان کے مشام کو معطر نہیں کرتی۔ وہ خدا کے نام پر دھوم مچاتے ہیں مگر خدا کے نورانی سمندر میں نہانے کا کوئی نشان ان کے جسم پر ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی جنتیں ان کے لئے مخصوص ہو چکی ہیں مگر جنت کے باغ کا کوئی جھونکا ان کے وجود کو نہیں چھوتا۔

کیسا عجیب ہو گا وہ خدا جس کی یاد دل و دماغ کی دنیا میں کوئی اہتر از پیدا نہ کرے۔ کیسی عجیب ہو گی وہ جنت جس میں داخلہ کا ٹکٹ آدمی اپنی جیبوں میں لئے پھرتا ہو مگر جنت کا باسی ہونے کی کوئی جھلک اس کے رفتار و گفتار سے نمایاں نہ ہو۔ کیسے عجیب ہوں گے وہ آخرت والے جن کے لئے آخرت کی ابدی وراثت لکھی جا چکی ہو مگر ان کی ساری دلچسپیاں بدستور اسی عارضی دنیا کی چیزوں میں اٹکی ہوئی ہوں۔

آہ وہ لوگ جو خدا کو پانے کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ ابھی تک انہوں نے خدا کو پایا ہی نہیں۔

## رزق کا دسترخوان

کائنات مومن کے لئے رزق روحانی کا دسترخوان ہے، ویسے ہی جیسے جنت اس کے لئے رزق مادی کا دسترخوان ہوگی۔ ہوا کے لطیف جھونکے جب اس کے جسم کو چھوتے ہیں تو اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لمس خداوندی کا کوئی حصہ اس کو مل رہا ہے۔ دریاؤں کی روانی میں اس کو رحمت حق کا جوش ابلتا ہوا نظر آتا ہے۔ یڑیوں کے چھبے جب اس کے کانوں میں رس گھولتے ہیں تو اس کے دل کے تاروں پر ربّانی نغمے جاگ اٹھتے ہیں۔ جس آدمی کو ایمان کی نظر حاصل ہو جاتی ہے اس کو دنیا کی ہر چیز میں خدا کی جھلکیاں دکھائی دینے لگتی ہیں۔

درخت معمولی لکڑی کا ڈھانچہ ہے۔ مگر اس کے اوپر بے حد حسین پھول اگتے ہیں۔ وہ بظاہر ایک سوکھی لکڑی کی مانند، اس سے بھی زیادہ ایک سوکھی زمین پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک خاموش انقلاب آتا ہے۔ اس کی شاخوں پر نہایت خوبصورت پھول کھل اٹھتے ہیں۔ لکڑی کی شاخیں رنگین پھولوں سے ڈھک جاتی ہیں۔

ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی بندہ اس کو دیکھ کر کہہ اٹھے کہ خدایا، میں بھی ایک لکڑی ہوں، تو چاہے تو میرے اوپر حسین پھول کھلا دے۔ میں ایک ٹھنڈے ہوں، تو چاہے تو مجھ کو سرسبز و شاداب کر دے۔ میں ایک بے معنی وجود ہوں، تو چاہے تو میری زندگی کو معنویت سے بھر دے۔ میں جہنم کے کنارے کھڑا ہوں تو چاہے تو مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ میں تجھ سے دور ہوں تو چاہے تو لپک کر مجھ کو اپنے آغوش میں اٹھالے۔



## جنت قربت الہی کا نام ہے

آخرت میں خدا کی جنت کو وہی شخص پائے گا جس نے دنیا میں خدا کو پایا ہو۔ خدا کو پانے والا وہ ہے جس نے چھپے ہونے کے باوجود اس کو یقین کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جس نے اپنے سینہ کی دھڑکنوں میں اس کو بولتے ہوئے سنا ہے۔ جس نے خدائی کتاب کو اس طرح پڑھا ہے گویا وہ خود اپنے اندر رکھے ہوئے صحیفہ فطرت کو اپنی زبان سے دہرا رہا ہے۔

خدا کو پانے والا وہ ہے جس کی مردہ روح کو خدا کے ایمان سے زندگی ملی ہو۔ خدا کی یاد جس کے دل کے زنگ کو دور کرنے والی بن جائے۔ خدا جس کے لئے ایک نور بن گیا ہو جس کی روشنی میں وہ چلتا ہو۔ جس کا یہ حال ہو کہ خدا کا ذکر سن کر اس کا دل دہل اٹھے۔ وہ اپنے آنسوؤں سے خدا کا استقبال کرتا ہو۔ اس کی پوری شخصیت خدا کے آگے ہمہ تن سجدہ میں گر پڑی ہو۔

جو شخص خدا سے قریب ہے وہی جنت سے بھی قریب ہے۔ خدا کی قربت کا آغاز اسی موجودہ دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور اس کی تکمیل آخرت میں ہوتی ہے۔ جب آدمی قربت خداوندی کا تجربہ کرتا ہے تو اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ ایک ان دکھی حقیقت کو کامل یقین کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ ایک بعید ترین چیز سے انتہائی طور پر قریب ہے۔ کسی مخاطب کی موجودگی کے بغیر کامیاب ترین گفتگو میں مصروف ہے۔ ایک سب سے زیادہ پُرہیت وجود کے لئے اپنے اندر سب سے زیادہ محبت کے جذبات پارہا ہے۔ ایک چیز جس کو بظاہر کسی بھی واسطہ کے ذریعہ پایا نہیں جاسکتا، کسی واسطہ کے بغیر وہ عین اس کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔

## جنت سب سے بڑا عطیہ

زمین و آسمان کی تمام چیزیں خدا کو سجدہ کر رہی ہیں۔ مگر ایک انسان جب سجدہ کرتے ہوئے اپنا سر زمین پر رکھتا ہے تو یہ تمام عالم کائنات کا سب سے زیادہ عجیب واقعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسری چیزیں مجبورانہ سجدہ کر رہی ہیں، جب کہ انسان شعور اور ارادہ کے تحت اپنا سر خدا کے آگے جھکا دیتا ہے

انسان کے ذریعہ اس کائنات میں اختیاری محکومی کا واقعہ وجود میں آتا ہے جس سے بڑا کوئی دوسرا واقعہ نہیں۔ یہی انسان کی اصل قیمت ہے۔ انسان وہ نادر مخلوق ہے جو اس کائنات میں شعورِ قدرت کے مقابلہ میں شعورِ عجز کی دوسری انتہا بناتا ہے۔ وہ کائنات کے صفحہ پر ”ہے“ کے مقابلہ میں ”نہیں“ کا مضمون تحریر کرتا ہے۔ وہ خداوندی اتا کے مقابلہ میں اپنے بے انا ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ ہر قسم کا اختیار رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خدا کے آگے بے اختیار کر لیتا ہے۔ وہ زبان رکھتے ہوئے خدا کی خاطر اس طرح چپ ہو جاتا ہے جیسے اس کے منہ میں زبان ہی نہیں۔

ایک شخص کا موحد بننا اس آسمان کے نیچے ظاہر ہونے والے تمام واقعات میں سب سے بڑا واقعہ ہے جس کا انعام کوئی سب سے بڑی چیز ہی ہو سکتی ہے۔ اسی سب سے بڑی چیز کا نام جنت ہے۔ جنت کسی کے عمل کی قیمت نہیں، جنت کسی بندے کے لئے خدا کی یہ بخشش ہے کہ اس کے بندے نے اپنے رب کو وہ چیز پیش کر دی جو کائنات میں کسی اور نے پیش نہ کی تھی، اس لئے خدا نے بھی اس کو وہ چیز دے دی جو اس نے کسی دوسری مخلوق کو نہیں دیا تھا۔

## جنتی نگاہ

خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ اتنا حیرت ناک ہے کہ اس کو دیکھ کر آدمی خالق کی کارگیری میں کھوجائے۔ تخلیق کے کمالات میں ہر طرف خالق کا چہرہ جھلک رہا ہے۔ مگر ہمارے چاروں طرف جو دنیا ہے اس کو ہم بچپن سے دیکھتے دیکھتے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس سے ہم اتنا مانوس ہو جاتے ہیں کہ اس کے انوکھے پن کا ہم کو احساس نہیں ہوتا۔ پانی، درخت، چڑیا، غرض جو کچھ بھی ہماری دنیا میں ہے سب کا سب بے حد عجیب ہے، ہر چیز خالق کا آئینہ ہے۔ مگر عادی ہونے کی وجہ سے ہم اس کے عجوبہ پن کو محسوس نہیں کر پاتے۔ مگر یہی انسان کا امتحان ہے۔ اس کو معمولی چیزوں میں غیر معمولی جھلک دیکھنا ہے۔ اگر آدمی اس دنیا کو استعجاب کی نظر سے دیکھ سکے تو ہر جگہ اس کو خدا کی موجودگی کا تجربہ ہوگا۔ وہ زمین پر اس طرح رہے گا جیسے کہ وہ خدا کے پڑوس میں ہو، جیسے کہ وہ خدا کی نظروں کے سامنے ہو۔

موجودہ دنیا میں انسان کی سب سے بڑی یافت یہ ہے کہ وہ خدا کو دیکھنے لگے، وہ اپنے پاس خدا کی موجودگی کو محسوس کرے۔ اگر آدمی کے اندر جنتی نظر پیدا ہو جائے تو سورج کی کرنوں میں اس کو خدا کا نور جگمگاتا ہوا دکھائی دے گا۔ ہرے بھرے درختوں کے حسین منظر میں وہ خدا کا روپ جھلکتا ہوا پائے گا۔ ہواؤں کے لطیف جھونکے میں اس کو لمس ربانی کا تجربہ ہوگا۔ اپنی، متھیلی اور پیشانی کو زمین پر رکھتے ہوئے اس کو ایسا محسوس ہوگا گویا اس نے اپنا وجود اپنے رب کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔ خدا ہر جگہ موجود ہے مگر اس کو وہی خوش قسمت آدمی دیکھتا ہے جس کے اندر خدا کو دیکھنے والی جنتی نگاہ پیدا ہو جائے۔

## عبادت کرنے والے

ایک شخص کو کسی سے محبت ہو تو محبت کرنے والے ہی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آئے گا کہ اس کی یاد سے اس کا دل بھر آئے۔ اس کے برعکس جس کو اس آدمی سے کوئی لگاؤ نہ ہو وہ صرف وقتی تدبیر سے اس کی خاطر رونے والا نہیں بن سکتا۔

ایک شخص لوگوں کے درمیان تواضع کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور دوسرا شخص ڈھٹائی کا۔ ایک شخص معاملات میں انصاف کرتا ہے اور دوسرا بے انصافی سے پیش آتا ہے۔ ایک عاجزانہ نفسیات کے ساتھ جی رہا ہے اور دوسرا متکبرانہ نفسیات کے ساتھ۔ ایک شخص اعتراف کو اپنا طریقہ بنائے ہوئے ہے اور دوسرا ہٹ دھرمی کو۔ تو ایسی حالت میں یہ ناممکن ہے کہ دونوں کی عبادت یکساں ہو۔ ان میں صرف پہلا شخص ہے جس کی عبادت خشوع کی عبادت بنے گی۔ دوسرا شخص خواہ کتنا ہی چاہے یہ ناممکن ہے کہ وقتی طور پر عبادتی صورت بنا کر وہ اپنی عبادت کو خشوع کی عبادت بنا لے۔ خشوع کی عبادت دراصل خاشعانہ زندگی کا ایک نتیجہ ہے۔ جو شخص اپنی زندگی میں خاشع نہ بنا ہو وہ کبھی خشوع کی عبادت نہیں کر سکتا۔

خدا کی عبادت کرنے والے خدا کی جنتوں میں جائیں گے۔ مگر اس عبادت کی توفیق اس کو ملتی ہے جو عبادت کے مخصوص اوقات کے علاوہ بھی خدا کا عابد بنا ہوا ہو نہ کہ وہ جو صرف وقتی طور پر عبادت کی صورت بنا لے۔ جنت ایک حقیقی جگہ ہے جو خصوصی اہتمام کے ساتھ حقیقی عبادت گزاروں کے لئے بنائی گئی ہے۔ حقیقی جنت ان لوگوں کو نہیں مل سکتی جو صرف تھوٹی عبادت کا سرمایہ لے کر خدا کے یہاں پہنچے ہوں۔

## کامل دنیا

دنیا انتہائی لذیذ ہے مگر اس کی لذتیں چند لمحے سے زیادہ باقی نہیں رہتیں۔ دنیا بے پناہ حد تک حسین ہے مگر اس کو دیکھنے والی آنکھ بہت جلد بے نور ہو جاتی ہے۔ دنیا میں عزت اور خوشی حاصل کرنا انسان کو کتنا زیادہ مرغوب ہے مگر دنیا کی عزت اور خوشی آدمی ابھی پوری طرح حاصل نہیں کر پاتا کہ اس پر زوال کا قانون جاری ہو جاتا ہے۔ دنیا میں وہ سب کچھ ہے جس کو انسان چاہتا ہے مگر اس سب کچھ کو حاصل کرنا انسان کے لئے ممکن نہیں، حتیٰ کہ اس خوش قسمت انسان کے لئے بھی نہیں جو بظاہر سب کچھ حاصل کر دیکھا ہو۔ ہر آدمی کچھ ایسی محدودیتوں میں گھرا ہوا ہے کہ وہ پا کر بھی نہیں پاتا۔ کامیاب ہونے کے بعد بھی خوشیوں کا چمن اس کے لئے نہیں اگتا۔

انسان ایک کامل وجود ہے مگر اس کا المیہ یہ ہے کہ اس کو کامل دنیا حاصل نہیں۔ انسان کی زندگی اس وقت تک بے معنی ہے جب تک اس کو ایک ایسی دنیا نہ ملے جو ہر قسم کی محدودیت اور ناموافق حالات سے پاک ہو۔

خدا نے یہ کامل دنیا جنت کی صورت میں بنائی ہے۔ مگر یہ دنیا کسی کو اپنے آپ نہیں مل سکتی۔ اس آنے والی مکمل دنیا کی قیمت موجودہ نامکمل دنیا ہے۔ جو شخص اپنی موجودہ دنیا کو آنے والی دنیا کے لئے قربان کر سکے وہی آنے والی جنتی دنیا کو پائے گا۔ جو شخص اس قربانی کے لئے تیار نہ ہو وہ بھی اگرچہ موت کے بعد ابدی دنیا میں داخل ہوگا، مگر اس کے لئے یہ ابدی دنیا حسرتوں اور مایوسیوں کی دنیا ہوگی نہ کہ خوشیوں اور لذتوں کی دنیا۔

## اندھیرے کے بعد اجالا

ہر رات کے بعد صبح آتی ہے۔ جو چیزیں اندھیرے میں چھپی ہوئی تھیں وہ دن کی روشنی میں لوگوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ یہ آج کی ایک مثال ہے جو کل کے بارے میں لوگوں کو بتا رہی ہے۔

جب آخرت کا سورج طلوع ہوگا تو وہ تاریکی کے ان پردوں کو بھاڑ دے گا جو آج لوگوں کی اصل حیثیت کو چھپائے ہوئے ہیں۔ اس وقت ہر آدمی اپنی اصل صورت میں دکھائی دینے لگے گا۔ اس وقت صاف نظر آئے گا کہ کون شخص اندر سے جانور تھا اور بظاہر انسانی صورت میں چل رہا تھا۔ کون شخص ناتیق پر تھا اگرچہ وہ خوبصورت الفاظ بول کر اپنے کو حق پرست ثابت کئے ہوئے تھا۔ کون شخص اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش میں مبتلا تھا اگرچہ زبان سے وہ اللہ کا نام لیتے ہوئے نہیں تھکتا تھا۔

اس کے بعد کچھ اور اشخاص ہوں گے جن کی حقیقت آخرت کے دن کھل کر سامنے آئے گی۔ لوگ دیکھیں گے کہ ایک شخص جس کو انہوں نے اس کے معمولی حالات کی بنا پر غیر اہم سمجھ لیا تھا وہ اپنے اندر اہمیت کا پہاڑ لئے ہوئے تھا۔ ایک شخص جس کو دنیا کی پر رونق مجلسوں میں عزت کی جگہ نہیں ملتی تھی وہ فرشتوں کی زیادہ باعزت مجالس میں اپنے صبح و شام گزار رہا تھا۔ ایک شخص جس کو وقت کے بڑوں نے اپنے نزدیک رد کر دیا تھا وہی وہ شخص تھا جس کو خدا کی طرف سے مقبولیت کی سند ملی ہوئی تھی۔ ایک شخص جس کو دنیا کے لوگ بے دین قرار دے کر حقارت کے خانہ میں ڈالے ہوئے تھے اس کا نام خدا کے یہاں دین داروں کی فہرست میں سب سے اوپر لکھا ہوا تھا۔

## تاریکی ختم ہوگی

کائنات ایک انتہائی بامعنی کارخانہ ہے۔ کائنات کسی ایسی چیز کو قبول نہیں کرتی جو اس کے مزاج کے خلاف ہو، جو اس کی تخلیقی اسکیم کے مطابق نہ ہو۔ مگر کائنات کے سب سے زیادہ سرسبز اور قیمتی حصہ پر انسان ظلم و فساد جاری کئے ہوئے ہے۔ حق کے نام پر حق کو قتل کیا جا رہا ہے اور کائنات اپنی تمام معنویت کے باوجود خاموش کھڑی ہوئی ہے۔ وہ زمین پر سب کچھ ہوتے ہوئے دکھتی ہے مگر اس کے بارے میں اپنا کوئی بیان نہیں دیتی۔ وہ سچ کو سچ نہیں کہتی اور جھوٹ کے جھوٹ ہونے کا اعلان نہیں کرتی۔

کیا کائنات کے اندر تضاد ہے۔ کیا یہ ایک گونگی کائنات ہے۔ جس کائنات کے پاس سریلے نغمے بکھیرنے والی چڑیاں ہوں کیا اس کے پاس حق کا اعلان کرنے والا زبان نہیں۔ جواب یہ ہے کہ یقیناً ہے۔ مگر خدا نے اس کو قیامت تک خاموش رہنے کا حکم دے رکھا ہے۔ جیسے ہی صور پھونکا جائے گا تمام زبانوں کی مہرں ٹوٹ جائیں گی۔ اس وقت ساری کائنات ایک عظیم ریکارڈ بن جائے گی اور پھر خدا کے گواہ کی حیثیت سے وہ سب کچھ بتائے گی جو حق اور عدل کے مطابق اسے بتانا چاہئے۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوگا کہ جس کائنات کے پاس رات کو دن بنانے والا سورج موجود تھا اس کے پاس یہ بھی انتظام تھا کہ تاریکی میں چھپے ہوئے اعمال کو اجالے میں لاسکے۔

اس دن خدا کے سرکش بندے اپنی سرکشی کی ابدی سزا بھگتنے کے لئے جہنم کی آگ میں ڈال دئے جائیں گے اور خدا کے نیک بندے خدا کی رحمتوں کے سایہ میں جنت میں داخل کئے جائیں گے جہاں وہ عزت اور آرام کی ابدی زندگی کا لطف اٹھاتے رہیں گے۔

## تمناؤں کی دنیا

خدا نے انسان کو ایک ایسی مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا جس کے اندر بہت سی خواہشیں اور لذتیں چھپی ہوئی ہیں۔ دنیا میں ان خواہشوں اور لذتوں کی تکمیل کا سامان بھی موجود ہے۔ مگر انسان جب انہیں پورا کرنا چاہتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہیں پورا نہیں کر سکتا۔ کہیں انسان کی عمر اس کی خواہشوں اور لذتوں کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے اور کہیں اس کی محدودیت۔ کہیں اس کی کوئی کمزوری رکاوٹ بن جاتی ہے اور کہیں کوئی ناخوش گوار اتفاق۔

کیا انسان کا مقدر صرف یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی خواہشیں لے کر دنیا میں آئے اور پھر یہ حسرت لے کر دنیا سے چلا جائے کہ وہ اپنی خواہشوں کو حاصل نہ کر سکا۔ نہیں، بلکہ خدا نے جنت کی صورت میں اس کی خواہشوں اور لذتوں کی تکمیل کا ابدی سامان مہیا کر رکھا ہے۔ موت کے بعد آدمی ایک اور زیادہ کمال زندگی پالیتا ہے، وہ ایک ایسی دنیا میں دوبارہ آنکھ کھولتا ہے جو ہر قسم کی کمیوں سے پاک ہے۔ یہاں وہ سب کچھ بے حساب مقدار میں موجود ہے جس کو انسان نے موجودہ دنیا میں چاہا مگر وہ ان کو اپنے لئے حاصل نہ کر سکا۔

موت کے بعد کی یہ جنت ان خوش نصیب لوگوں کے لئے ہے جو موت سے پہلے جنتی عمل کا ثبوت دیں جو اپنے اونچے کردار سے اس کا استحقاق ثابت کریں۔ تمناؤں کی زندگی جس کو آدمی موجودہ دنیا میں نہ پاسکا اس کو وہ آخرت کی دنیا میں پائے گا۔ مگر یہ زندگی اسی کو ملے گی جو موجودہ دنیا میں اس کی قیمت ادا کر چکا ہو۔



## کھونے والا پاتا ہے

خوشیوں سے بھری ہوئی زندگی انسان کا سب سے بڑا خواب ہے۔ ہر آدمی اس تمنا کو لے کر پیدا ہوتا ہے مگر ہر آدمی اس تمنا کو پورا کئے بغیر مرتا ہے۔ اس ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے خواب کی تعبیر اسی موجودہ دنیا میں چاہتے ہیں۔ مگر موجودہ دنیا اس آرزو کی تکمیل کے لئے کافی نہیں۔

ہم اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کی طرف ابھی سفر کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم کو موت آجاتی ہے۔ ہم مشینی ترقیاں وجود میں لاتے ہیں مگر نئے نئے مسائل پیدا ہو کر ساری ترقی کو بے معنی بنا دیتے ہیں۔ ہم اپنی پسند کے مطابق اپنا ایک گھر بناتے ہیں مگر دوسرے انسانوں کا بغض، حسد، گھمنڈ، ظلم اور اتقام ظاہر ہو کر ہم کو الجھا دیتے ہیں اور ہم اپنے آشیانہ کو خود اپنی آنکھوں سے بکھرتا ہوا دیکھ کر اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

آدمی کی تمنائیں بجا ہیں مگر ان کے پورے ہونے کی جگہ موت کے بعد آنے والی دنیا ہے نہ کہ موت سے پہلے کی دنیا۔ یہاں وہ عقیدہ ہے جو ہماری موجودہ زندگی کو بامعنی بناتا ہے۔ اس کے بعد موجودہ دنیا جدوجہد کی دنیا بن جاتی ہے اور اگلی دنیا جدوجہد کا انعام پانے کی دنیا۔ موجودہ دنیا کو منزل سمجھنے کی صورت میں آدمی مایوسی کے سوا اور کہیں نہیں پہنچتا۔ جب کہ آخرت کی دنیا کو منزل سمجھنے کا عقیدہ اس کے سامنے ابدی سکون کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ایک ایسی دنیا جہاں کھونے کے سوا اور کچھ نہ ہو وہاں وہی نظریہ صحیح ہو سکتا ہے جو کھونے میں پانے کا راز بتاتا ہو۔

## حادثہ سے بچئے

آدمی بے شمار کوششوں کے بعد ایک قابل اعتماد معاشی زندگی حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے حوصلوں کو ایک دل پسند مکان کی صورت میں بنا کر خوش ہوتا ہے۔ وہ اپنے لئے کامیابی اور ترقی کا مینار کھڑا کرتا ہے۔ مگر عین اس وقت اس کی موت آجاتی ہے۔ وہ اپنے گھر کو سونا چھوڑ کر قبر میں لیٹ جاتا ہے۔ اس کا چلنا جسم مٹی اور کیڑے کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس کی کوششوں کا حاصل اس سے اس طرح جدا ہو جاتا ہے جیسے آدمی اور اس کے درمیان کبھی کوئی تعلق ہی نہ تھا۔

کوٹھی کا خواب دیکھنے والا مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ قبر میں داخل ہو، وہ قبر کے راستہ سے گزر کر حشر کے میدان میں پہنچ جائے۔ یہ دوسری دنیا اس کی آرزوؤں کی دنیا سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ یہاں وہ اتنا مفلس ہوتا ہے کہ اس کے پاس کپڑا بھی نہیں ہوتا جس سے وہ اپنے جسم کو چھپائے۔ اس کی ساری کمائی اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھی اس سے بچھڑ جاتے ہیں۔ اس کا زور اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں میں سے کوئی چیز وہاں اس کا ساتھ دینے کے لئے موجود نہیں ہوتی جن کے بل پر وہ دنیا میں گھمنڈ کر رہا تھا۔

آہ وہ سفر بھی کیسا عجیب ہے جو عین منزل کے قریب پہنچ کر حادثہ کا شکار ہو جائے۔ وہ مسافر بھی کیسا عجیب مسافر ہے جو یہ سمجھ کر آگے بڑھ رہا ہو کہ وہ منزل کی طرف جا رہا ہے مگر جب منزل آئے تو اس کو معلوم ہو کہ وہ صرف بھٹک رہا تھا، وہ الٹی سمت میں اپنی بھاگ دوڑ جاری کئے ہوئے تھا نہ کہ صحیح سمت میں۔

## آفاقی دین

کائنات کا دین اللہ کی اطاعت ہے۔ یہاں کی ہر چیز اللہ کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ پر چل رہی ہے۔ درخت اور پرکھڑا ہوتا ہے مگر وہ اپنا سایہ نیچے زمین پر بچھا دیتا ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں مگر وہ کسی سے ٹکراؤ نہیں کرتیں۔ سورج اپنی روشنی بکھیرتا ہے مگر وہ چھوٹے بڑے میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ بادل بارش برساتے ہیں مگر وہ اپنے اور غیر میں تمیز نہیں کرتے۔ چڑیاں اور چوڑیاں اپنے اپنے رزق کی تلاش میں مصروف ہوتی ہیں مگر وہ ایک دوسرے کا حصہ نہیں چھینتیں۔

یہ کائنات کے لئے خدا کا دین ہے اور اسی دین پر انسان کو بھی رہنا ہے۔ اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو دنیا میں درخت کے سایہ کی طرح متواضع بن کر رہیں۔ جو دوسروں کے درمیان سے اس طرح گزریں جیسے ہوا کے لطیف جھونکے لوگوں کے بیچ سے گزر جاتے ہیں۔ جن کا فیض اور رحمن کی ہر بانیاں بارش کی طرح ہر ایک کے لئے عام ہوں۔ جو دریا کے پانی کی طرح دوسروں کے لئے سیرابی بن جائیں۔ جنہوں نے سورج کی شعاعوں کی طرح ہر ایک کو اجالے کا تحفہ دیا۔ جنہوں نے اپنی سرگرمیوں کے دوران اس بات کی پوری احتیاط کی کہ ان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

جنت ایسی ہی پاک روجوں کی آبادی ہے۔ جنت وہ نفیس مقام ہے جہاں آدمی اپنے پڑوسی سے پھولوں کی خوشبو جیسے سلوک کا تجربہ کرے گا اور چڑیوں کے چھپے چھپے، میٹھے بول سنے گا۔ جہاں ایک کا دوسرے سے ملنا لطیف ہواؤں سے ملنے کی طرح ہوگا۔ کسی عجیب ہوگی جنت اور کیسا عجیب ہوگا جنت کا پڑوس۔

## اسلامی زندگی

اسلامی زندگی کا وجود میں آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی درخت کا وجود میں آنا۔ ایک ہر ابھرا درخت زمین پر اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو زمین و آسمان کے نظام کے ساتھ ہم آہنگ کر لیا ہو، اسی طرح اسلامی انسان اس وقت بنتا ہے جب کہ وہ خدا کی پوری کائنات کو اپنی غذا بنا چکا ہو۔

اسلامی زندگی نہ عملیاتی درزشوں سے وجود میں آتی ہے اور نہ انقلابی نعروں سے۔ ایک بندہ اس وقت مومن و مسلم بنتا ہے جب کہ وہ تجلیات الہی کا مہبط بن جائے۔ خدا نے جس طرح مادی سطح پر درختوں کے لئے ایک عالمی دسترخوان پھیلا رکھا ہے، اسی طرح روحانی سطح پر انسان کے لئے ہر وقت اس کے فیضان کی بارش ہو رہی ہے۔ مادی کائنات سے اپنے آپ کو جوڑنے کے نتیجے میں درخت وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح الہی تجلیات کے سمندر میں نہانے سے وہ چیز وجود میں آتی ہے جس کو اسلامی زندگی کہتے ہیں۔ درخت ہو یا انسان، دونوں ہی ایک وسیع تر نظام غذا سے اپنے کو ہم آہنگ کر کے اپنی ہستی کو کمال کے مقام پر پہنچاتے ہیں۔ اسلامی انسان بھی ایسا ہی ایک واقعہ ہے جیسا ایک درخت۔ فرق یہ ہے کہ درخت فطری جبر کے تحت وجود میں آتا ہے اور انسان خود اپنے آزادانہ عمل سے۔

جو شخص آج اللہ کے رزق پر جی رہا ہے وہ آخرت میں نہایت شاداب اور تندرست حالت میں اٹھے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے رزق سے محروم ہیں ان کا حال وہی ہوگا جو آج خراب غذاؤں پر پلنے والے غریبوں کا نظر آتا ہے۔ وہ وہاں بد حال صورتوں کے ساتھ اٹھیں گے خواہ آج وہ کتنے ہی پر رونق نظر آتے ہوں۔

## مومن خدا کی انڈسٹری ہے

ہر آدمی ایک انڈسٹری ہے۔ ایک شخص وہ ہے جس کی انڈسٹری سے صرف زہر اور انگارے برآمد ہوئے۔ اس کو جب موقع ملا تو اس نے اپنی بڑائی کا جھنڈا بلند کیا۔ اس کے پاس دولت آئی تو اس نے اس کو نمائشی کاموں میں خرچ کیا۔ اس نے کسی کے اوپر غلبہ پایا تو اس کی بربادی کے منصوبے بنائے۔ اس کو کسی سے اختلاف ہو تو اس نے اسے کڑوی بات اور شیطانی عمل کا مزہ چکھایا۔ اس سے جب کسی کا معاملہ پڑا تو اس کو اس سے خود غرضی، بے انصافی اور دھاندلی کا تجربہ ہوا۔

ایسا آدمی اپنے اندر جہنم کی انڈسٹری قائم کئے ہوئے ہے۔ جو چیز بھی اس کے اندر داخل ہوتی ہے وہ زہر اور آگ اور بدبو بن کر باہر آتی ہے۔ موت کے بعد اس کی یہ پیداوار اسے گھیرے گی۔ وہ اپنے آپ کو خود اپنے بنائے ہوئے جہنم میں پھنسا ہوا پائے گا۔ دوسرا انسان وہ ہے جس کو خدا نے بڑائی دی تو اس نے تواضع کی صورت میں اس کا رد عمل پیش کیا۔ اس کا احتساب کیا گیا تو اس نے عجز کی نفسیات کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ اس کے پاس دولت آئی تو اس نے خدا کے راستہ میں اس کا استعمال ڈھونڈ نکالا۔ اس کو اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے مواقع ملے مگر وہ اپنے آپ کو خدا کی خاطر دفن کرنے پر راضی ہو گیا۔ اس نے لوگوں کے اوپر قابو پایا تو وہ ان کے لئے انصاف اور خیر خواہی کا پیکر بن گیا۔

یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے اندر خدا کی انڈسٹری قائم کی۔ جو چیز بھی اس کے اندر داخل ہوئی وہ ربانی پیکر میں ڈھل کر باہر نکلی۔ اس نے موجودہ دنیا میں پھول اور خوشبو کی فصص اگائی تھی، آخرت میں وہ ہمیشہ کے لئے پھول اور خوشبو والے باغوں میں رہے گا۔

## عمل یا اعتراف

ایمان وہ ہے جو آدمی کے اندر اس طرح داخل ہو کہ وہ اس کی نفسیات کا جز بن جائے۔ وہ اس کے دل و دماغ پر پوری طرح چھا جائے۔ آدمی کا سوچنا اور چاہنا، اس کا یقین و اعتماد، اس کی دلچسپیاں اور وفاداریاں، اس کا خوف اور اس کی محبت، سب اس کے ایمان کے تابع ہو جائیں۔ یہ ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ ایسے لوگ اسی دنیا میں خدا کی پناہ میں آجاتے ہیں، اور جو شخص دنیا ہی میں خدا کی پناہ میں آچکا ہو اس کے متعلق کون شبہ کر سکتا ہے کہ وہ آخرت میں خدا کی پناہ سے محروم ہوگا۔

دوسرے اہل ایمان وہ ہیں جن سے نیکی کے ساتھ برائیاں بھی ہوئیں مگر انھوں نے اپنی برائیوں کا اعتراف کر لیا۔ امید ہے کہ اللہ انھیں بھی معاف کر دے گا۔ کیونکہ وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

مضبوط ایمان والا وہ ہے جس کے یہاں ایمان اور عمل دونوں ایک چیز بن جائیں۔ مگر کمزور ارادہ کے لوگ اپنے ایمان اور عمل کے درمیان اتنی یکسانی پیدا نہیں کر پاتے۔ تاہم وہ بھی اللہ کی رحمتوں میں حصہ دار ہوں گے، بشرطیکہ انھوں نے ڈھٹائی کے بجائے شرمندگی کا ثبوت دیا ہو۔ انھوں نے تادیلوں کا سہارا لینے کے بجائے کھلے طور پر اعتراف کر لیا ہو۔ وہ بخت کرنے کے بجائے چپ ہو گئے ہوں۔ ان کی کوتاہیوں کی نشان دہی کی جائے تو وہ بپھرنے کے بجائے اپنا سر جھکا لیں۔ اگر وہ اپنے رب کے سامنے عمل کا تحفہ نہ پیش کر سکے ہوں تو انھوں نے اپنے رب کے سامنے عجز کے آنسو پیش کئے ہوں۔ جو لوگ یہ آخری چیز بھی پیش نہ کر سکیں ان کو خدا بخشے گا تو کس بہانے بخشے گا۔

## صبر کا سفر

خدا کا محبوب بندہ وہ ہے جو اپنی خود پسندی کو خدا پسندی میں گم کر دے۔ جو اپنی بات کے مقابلہ میں حق کی بات کو اختیار کر لے۔ جو دنیا کی عزت کے مقابلہ میں آخرت کی عزت کو اہمیت دینے لگے۔ لوگوں کی طرف سے خواہ کتنی ہی تلخیاں پیش آئیں مگر وہ اپنی طرف سے جو اپنی کارروائی نہ کرے۔ اسی کا نام صبر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بے حد مشکل راستہ ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ یہی وہ راستہ ہے جو کسی کو جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ جنت صبر کرنے والوں کو ملتی ہے اور صبر کرنے والا وہ ہے جو اللہ کی خاطر اپنے آپ کو ہر محرومی پر راضی کر لے۔

امتحان کی اس دنیا میں تلخیوں اور ناخوش گواریوں کے بغیر چارہ نہیں۔ جو شخص جنت کا مسافر بننا چاہے اس کو جان لینا چاہئے کہ وہ ایک ایسے راستہ پر چلنے کا ارادہ کر رہا ہے جس میں لوگوں کی طرف سے کڑوی باتیں پیش آئیں گی۔ جس میں بے انتظار کی مشقت برداشت کرنی ہوگی۔ جس میں مخالفین کی طرف سے طرح طرح کی دل آزاریاں ہوں گی۔ ان مواقع پر حق کا مسافر اگر صبر کو کھو دے، اگر وہ بے برداشت ہو جائے تو وہ درمیان ہی میں اپنے راستہ کو کھوٹا کر لے گا، وہ جنت کی منزل تک نہ پہنچ سکے گا۔

جنت کا سفر تمام کا تمام صبر کا سفر ہے۔ جنت میں وہی شخص پہنچے گا جو صبر کی تلخیوں کو سہنے کے لئے تیار ہو، جو جذبات کی پامالی پر بھی بے ہمت ہونا نہ جانتے، جو نفس کی ہر چوڑ کو اپنے سینہ کی دیرانیوں میں چھپالے۔

## خدا کا درخت

درخت کیا ہے، ایک بیج کی اس صلاحیت کا ظہور کہ وہ مٹی اور پانی سے اپنا رزق لے کر اپنے آپ کو تنہا اور شاخ اور پتی اور پھول کے اس مجموعہ کی صورت دے سکے جس سے زیادہ خوش منظر مجموعہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔

انسان کی مثال بھی کچھ اسی قسم کی ہے۔ وہ اس دنیا میں ایک بیج کی مانند ڈالا گیا ہے۔ اس کو اپنی کوششوں سے درخت بننا ہے۔ خدا کی اس دنیا میں اس کے لئے رزق کے بے پناہ ربانی مواقع رکھ دئے گئے ہیں۔ وہ اس دنیا سے اپنا رزق لے کر اپنے لئے ایک ابدی مستقبل کی تعمیر کر سکتا ہے جو اگلی زندگی میں جنت کے ہرے بھرے باغوں کی شکل میں اس کی طرف لوٹے اور اس کے لئے لازوال خوشی کا باعث ہو۔

اس کے برعکس جو لوگ ان مواقع سے اپنا ربانی حصہ پانے میں ناکام رہیں ان کی مثال اس بیج کی سی ہے جو کسی پتھر پر پڑ گیا ہو یا جس نے کسی ناموافق زمین پر جگہ پائی ہو۔ ایسا بیج کبھی لہلہاتے ہوئے درخت کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ موجودہ دنیا میں جس نے اپنی تعمیر کے امکانات سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ گویا ایک ایسا بیج ہے جس کی کوتاہیوں نے اس کو درخت نہیں بنایا۔ ایسا شخص اگلی طویل تر زندگی میں ابدی ناکامی سے دوچار ہوگا۔ وہ آخرت کی دنیا میں ایک ایسی زندگی کا وارث ہوگا جو ہر قسم کی شادابی سے مکمل طور پر محروم ہو۔

جنتی انسان گویا ایک بہترین درخت ہے جو دنیا میں اگتا ہے اور پھر آخرت میں لے جا کر خدا کے ہرے بھرے باغ میں لگا دیا جاتا ہے۔



## جنت کی وراثت

زمین پر انسان کو آزادی حاصل ہے مگر یہ مستقل آزادی نہیں ہے۔ یہ صرف وقتی آزادی ہے اور خاص منصوبہ کے تحت دی گئی ہے۔ یہ دراصل امتحان کی آزادی ہے۔ کائنات کا مالک یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ان میں سے کون ہے جو آزادی پا کر بھی آزادی کا غلط استعمال نہیں کرتا۔ اس کے بعد خدا ایسے لوگوں کو اپنے انعامات سے نوازے گا اور ان لوگوں کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گا جو آزادی پا کر بگڑ گئے۔

دنیا کا موجودہ نظام صرف اس وقت تک ہے جب تک جابج کا یہ عمل پورا نہیں ہو جاتا۔ اس مدت کے پورا ہونے کے بعد زمین کا مالک زمین کا انتظام براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لے گا جس طرح وہ بقیہ کائنات کا انتظام اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ اس وقت اچھے اور برے ایک دوسرے سے الگ کر دئے جائیں گے۔ اچھے لوگوں کو ابدی طور پر جنتی زندگی حاصل ہوگی اور برے لوگ ابدی طور پر جہنمی حالات میں دھکیل دئے جائیں گے۔

موجودہ دنیا وہ مقام ہے جہاں آنے والی جنتی دنیا کے شہری چنے جا رہے ہیں۔ جو لوگ آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے آپ کو اللہ کا حکم بردار بنائیں گے۔ جو مجبور نہ ہوتے ہوئے بھی اللہ کی مرضی کو اپنے ادب پر طاری کریں گے وہی اللہ کے نزدیک اس قابل ٹھہریں گے کہ وہ اللہ کی جنتی دنیا کے باسی بن سکیں۔ آج امتحان کے وقفہ میں ہر طرح کے لوگ زمین پر بیسے ہوئے ہیں مگر امتحان کی مدت ختم ہونے کے بعد صرف صالح لوگ خدا کی اس ہری بھری دنیا کے وارث مسترار پائیں گے اور بقیہ لوگوں کو اس سے بے دخل کر کے دور پھینک دیا جائے گا جہاں وہ ابدی طور پر حسرتوں اور مایوسیوں کا مزا چکھتے رہیں۔

## جنتیوں کا انتخاب

موجودہ امتحان کی دنیا میں انسانوں کو آزادی ملی ہوئی ہے۔ مگر انسان اپنی آزادی کا غلط استعمال کرتا ہے۔ اس نے خدا کی زمین کو ظلم و فساد سے بھر رکھا ہے۔ پھر خدا نے اتنی بڑی برائی کو کیوں گوارا کیا۔ صرف اس لئے کہ اس کے بغیر اس اعلیٰ نوع کا انتخاب نہیں کیا جاسکتا۔ جو جنت میں بسائے جانے کے قابل ہو۔ اختیار اور آزادی کے ماحول ہی میں وہ انسان چنے جاسکتے ہیں جن کے متعلق خدا کے نگران فرشتے یہ گواہی دیں کہ یہ وہ روئیں ہیں جنہوں نے مکمل اختیار رکھتے ہوئے اپنے کو خدا کے لئے بے اختیار کر لیا تھا۔ دنیا کی بے پناہ برائیاں دراصل ایک بے پناہ بھلائی کی قیمت ہیں۔ یہ بھلائی کہ انسانوں کے جھگل سے وہ سعید روئیں چھان کر نکالی جائیں جو پورے شعور اور مکمل ارادہ کے ساتھ اپنے کو خدا کا تابعدار بنالیں جو محض حقیقت پسندی کی بنا پر خدا کی محکومی اختیار کریں نہ کہ مجبوری کی بنا پر۔

یہ وہ انوکھی ہستیاں ہیں جن کو یہ موقع تھا کہ وہ حق کو جھٹلا دیں مگر انہوں نے حق کو نہیں جھٹلایا۔ جن کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی انا کا بھنڈا بلند کریں مگر وہ اپنے کو پھیل سیٹ پر بٹھا کر خدا کو صدر نشین بنانے پر راضی ہو گئے۔ جن کو یہ آزادی ملی ہوئی تھی کہ وہ اپنی قیادت کا گنبد کھڑا کریں مگر انہوں نے اپنے گنبد کو خود اپنے ہاتھوں سے ڈھا دیا اور صرف حق کو اونچا کرنے میں انہوں نے خوشی حاصل کی۔ اس قسم کی روئیں اس کے بغیر جہنم نہیں جاسکتیں کہ ان کو مکمل آزادی کے ماحول میں رکھا جائے اور آزادی کا حقیقی ماحول قائم کرنے کی ہر قیمت کو برداشت کیا جائے۔

## دو قسم کی روہیں

انسانوں میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو گندے جذبات میں جیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ستھرے جذبات پر پرورش پاتے ہیں۔

ایک انسان وہ ہے جو نفرت اور عداوت میں جی رہا ہے۔ جو ذاتی نمائش اور شخصی مصلحت کی ہواؤں میں سانس لیتا ہے۔ جس کی روح کو اس سے غذا ملتی ہے کہ وہ حق کا اعتراف نہ کرے۔ جس کے قلب و دماغ کو اتانیت، خود پرستی، اظہار برتری سے خوراک ملتی ہے۔ وہ کسی کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتا ہے۔ کسی کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس پر وار کرتا ہے اور پھر کامیابی کے قہقہے لگاتا ہے۔ ایسے لوگ جہنمی غذاؤں پر جی رہے ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا صرف جہنم کی آگ ہوگا۔

دوسرا انسان وہ ہے جو ستھرے قلب کے ساتھ جی رہا ہے۔ اس کی روح دوسروں کی کامیابی سے خوش ہوتی ہے۔ وہ دوسروں پر قابو یافتہ ہو کر بھی اس کو چھوڑ دینے میں راحت محسوس کرتا ہے۔ اس کا دل دوسروں کے لئے محبت اور خیر خواہی کے جذبات سے بھرا ہوتا ہے۔ اس کی ہستی کو عجز اور تواضع میں لذت ملتی ہے۔ وہ خدا اور آخرت کی فضاؤں میں سانس لیتا ہے۔ اختلافات کے وقت اپنے کو جھکا لینے میں اس کو سکون ملتا ہے۔ جب کوئی اس کی غلطی کی نشان دہی کرتا ہے تو اپنی غلطی کو مان لینے میں اس کا دل ٹھنڈک پاتا ہے۔ کسی کا حق اس کے ذمہ ہو تو جب تک وہ اس کا حق ادا نہ کرے اس کو راتوں کو نیند نہیں آتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جنتی غذاؤں پر جی رہے ہیں۔ آخرت میں وہ جنت کے سدا بہار باغوں میں بسائے جائیں گے۔

## شکر کا جذبہ

آدمی ملے ہوئے پر مطمئن نہیں ہوتا اور جو کچھ نہیں ملا ہے اس کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر آدمی غیر مطمئن زندگی گزارتا ہے۔ ہر شخص کو خدا نے کوئی نہ کوئی نعمت دی ہے۔ مگر آدمی کا حال یہ ہے کہ جو نعمت نہیں ملی اس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جو نعمت ملی ہوئی ہے اس کو حقیر سمجھتا ہے۔ ایسے آدمی کے اندر اپنے خدا کے لئے شکر کا جذبہ نہیں ابھرتا۔ وہ اس قیمتی کیفیت سے محروم رہ جاتا ہے جو جنت کا مستحق بننے کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے۔

موجودہ دنیا کو خدا نے اس طرح بنایا ہے کہ یہاں مکمل راحت کسی کے لئے نہیں۔ اگر سرد علاقہ کے مسائل ہیں تو گرم علاقہ کے بھی مسائل ہیں۔ اگر کم آمدنی والے کی زحمات ہیں تو زیادہ آمدنی والے کی بھی زحمات ہیں۔ اگر بے زور کچھ مشکلوں سے دوچار رہے تو ان کی بھی مشکلیں ہیں جن کو زور و قوت حاصل ہے۔ امتحان کی اس دنیا میں آدمی کو مسائل سے فرصت نہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ جن مسائل کے درمیان ہے ان کو گوارا کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھے۔ اس کی توجہات کا مرکز خدا کی رضا ہونہ کہ مشکلات سے خالی زندگی حاصل کرنا، کیونکہ وہ تو آخرت سے پہلے ممکن نہیں۔

جو شخص آخرت کی جنت کا مالک بننا چاہتا ہو اس کو سب سے بڑا تحفہ جو اپنے رب کی خدمت میں پیش کرنا ہے وہ شکر ہے، اور شکر کا جذبہ اس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا کہ آدمی مشکلات و مسائل سے اوپر اٹھ کر سوچنے کی نظر پیدا کر لے۔ جنت کی قیمت شکر ہے اور جنت اسی کو ملے گی جو اس کی قیمت ادا کرے۔

## اللہ والے

اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ عام حالات میں وہ خدا پرست نظر آتے ہیں۔ مگر جب کوئی غیر معمولی حالت پیش آئے تو اچانک وہ دوسری قسم کے انسان بن جاتے ہیں۔ کبھی محبت یا نفرت کا جذبہ، کبھی عزت و وقار کا سوال ان کے اوپر اس طرح چھا جاتا ہے کہ ان کی خدا پرستی اس کے نیچے دب کر رہ جاتی ہے۔ معمول کے حالات میں دینی زندگی گزارنے والا آدمی غیر معمولی حالات میں وہی سب کچھ کر گزرتا ہے جو غافل اور بے دین لوگ عام حالات میں کرتے ہیں۔

مگر حقیقی خدا پرست وہ ہے جو نہ صرف عام حالات میں اللہ سے ڈرے بلکہ غیر معمولی حالات میں بھی وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔ کسی کی محبت اس کو حد سے نکلنے پر اکسائے تو وہ حد سے نکلنے پر تیار نہ ہو۔ کسی کے خلاف نفرت اس کو بے انصافی کے راستہ پر لے جانا چاہے تو وہ اس کے لئے راضی نہ ہو۔ ذاتی عزت و وقار کا سوال اس کو حق کے اعتراف سے روکے تو وہ اس کو روکنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سچا خدا پرست آدمی اپنی تمام خامیوں سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ اس کا مسلسل احتساب اس کو ایسے مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں وہ اپنے آپ کو بے لاگ انداز سے دیکھ سکے۔ وہ اپنے آپ کو اس حقیقی نظر سے دیکھے جس نظر سے اس کا خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو فیصلہ کے دن خدا کی ان جنتوں میں داخل کئے جائیں گے جہاں نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ کسی قسم کا اندیشہ۔

## مانگنے والا پاتا ہے

لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ جنت کا نام لیتے ہیں مگر جہنمی اعمال میں مشغول ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے خدا سے اس کی جنت مانگی ہی نہیں۔ اگر وہ خدا سے جنت مانگتے تو یہ ممکن نہ تھا کہ وہ لوگوں کو ایسے راستوں میں چلنے دے جو انھیں جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں۔

یہ ممکن نہیں کہ آپ خدا سے جنت مانگیں اور وہ آپ کو جہنم دیدے۔ آپ خدا سے خشیت مانگیں اور وہ آپ کو قساوت دے دے۔ آپ خدا کی یاد مانگیں اور وہ آپ کو غفلت میں مبتلا کر دے۔ آپ آخرت کی تڑپ مانگیں اور وہ آپ کو دنیا کی محبت میں ڈال دے۔ آپ کیفیت سے بھری ہوئی دینداری مانگیں اور وہ آپ کو بے روح دین داری میں پڑا رہنے دے۔ آپ حق پرستی مانگیں اور وہ آپ کو شخصیت پرستی کی کوٹھڑی میں بند کر دے۔ اگر آپ کی زندگی میں مطلوب چیز نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نہ مانگا تھا اور نہ آپ کو ملا۔ جو مانگے وہ کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ یہ مالک کائنات کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ کسی بندے کو اس حال میں رہنے دے کہ قیامت میں جب خدا سے اس کا سامنا ہو تو وہ اپنے رب کو حسرت کی نظر سے دیکھے۔ وہ کہے کہ خدایا میں نے تجھ سے جنت مانگی تھی اور تو نے جہنم میرے حوالے کر دی۔ بخدایہ ناممکن ہے، یہ ناممکن ہے، یہ ناممکن ہے۔ کائنات کا مالک تو ہر صبح دشام اپنے سارے خزانوں کے ساتھ آپ کے قریب آکر آواز دیتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اسے دوں۔ مگر جن کو لینا ہے وہ خود منہ پھیرے ہوئے ہوں تو اس میں دینے والے کا کیا قصور۔

## جنت کے شہری

جنت کا ماحول وہ ماحول ہوگا جہاں ہر طرف خدا کی حمد ہو رہی ہوگی، خدا کی بڑائی کے سوا کسی اور کی بڑائی کا وہاں چرچا نہ ہوگا، اس لئے وہی لوگ جنت کی دنیا میں رہنے کے قابل ٹھہریں گے جو آج کی دنیا میں خدا کی حمد اور اس کی بڑائی سے سرشار رہے ہوں، اپنی یا کسی دوسرے کی بڑائی کے احساس سے جن کا سینہ خالی رہا ہو۔ جنت کی دنیا میں قول و عمل کا فرق نہ ہوگا۔ وہاں کوئی کسی کو دھوکا نہ دے گا۔ وہاں کوئی کسی کا استحصال کرنا نہ چاہے گا۔ وہاں کوئی کسی کو آزار نہ پہنچائے گا۔ اس لئے جنت کا باشندہ وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے آج کی زندگی میں اپنے عمل سے دکھا دیا ہو کہ وہ شہریت کے ان اعلیٰ معیاروں پر پورا اترتا ہے۔

جنت مکمل طور پر مثبت سرگرمیوں کی دنیا ہوگی، اس لئے وہاں کی آبادیوں میں بسنے کا اجازت نامہ صرف انہیں لوگوں کو ملے گا جنہوں نے آج کی دنیا میں یہ ثبوت دیا ہو کہ وہ خاص مثبت مزاج رکھنے والے لوگ ہیں اور منفی اور تخریبی کارروائیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ جنت کی دنیا ایک ایسی دنیا ہے جہاں آدمی دوسروں کی شرارتوں سے محفوظ ہوگا، اس لئے جنت کی بستیوں میں رہنے کے قابل وہی شخص ہے جس نے دنیا میں یہ ثبوت دیا ہو کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو دوسروں کو اپنے حسد اور اپنی شرارت سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ جنت کا ماحول گندگیوں اور بے ہودگیوں سے پاک ہوگا اس لئے جنت کی کالونیوں میں بسانے کے لئے انہیں لوگوں کا انتخاب کیا جائے گا جو ہر قسم کی بے ہودگیوں سے دور رہنے والے ثابت ہوئے ہوں۔

## عبدیت کا مقام

بندہ جب تواضع کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ خدا کے قریب ترین ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے دربار میں کسی بندہ کے لئے جو سب سے قریبی نشست ہے وہ تواضع ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تواضع اگر نمائشی نہ ہو بلکہ حقیقی ہو تو وہ آدمی کے لئے سب سے لذیذ چیز ہوتی ہے، کیونکہ خدا کی اس دنیا میں وہ اپنی اصل حیثیت کا اعتراف ہوتا ہے، وہ خدا کے سب سے قریب پہنچ جانے کے ہم معنی ہے۔

جس آدمی کو عبدیت کے مقام کی خبر نہ ہو، عبدیت اس کے لئے لذیذ چیز نہیں بن سکتی۔ جو شخص امتیاز میں جیتا ہو وہ مسادات کی لذت کو کس طرح پائے گا۔ جو اپنی انا میں گم ہو وہ خدا کی کبریائی کے اعتراف کا مزہ کیسے چکھے گا۔ جو دوسروں کو غلط ثابت کر کے خوش ہو رہا ہو اس کو اپنی غلطی جاننے اور ماننے کی خوشی کیسے حاصل ہوگی۔ جو اپنے کو ایک پیمانہ سے ناپے اور دوسروں کو دوسرے پیمانہ سے ناپے وہ کیوں کر جانے گا کہ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے ایک پیمانہ رکھنا اتنی بڑی دولت ہے کہ دنیا کی تمام دولتیں اس پر قربان کی جاسکتی ہیں۔

جنتی انسان وہ ہے جس کے لئے جنتی عمل دنیا میں سب سے بڑی لذت بن جائے، عبادت میں بھی اور دوسرے معاملات میں بھی۔ حسد کے جذبات کو کچلنا، انتقام کی آگ کو بجھانا، گردہی عصبیت سے اپنے کو اوپر اٹھانا، اختلاف کے باوجود انصاف کرنا، خوشامد کے بجائے حق کی بنیاد پر انسان کی قدر کرنا، یہ سب چیزیں اس کے لئے اس طرح لذیذ بن جائیں کہ ان کو چھوڑنا اس کے لئے ممکن نہ رہے۔



## درخت کا سبق

درخت کو دیکھیے۔ اس کا تنہ کس قدر سخت اور طاقت ور ہے۔ مگر اس کی پتی، اس کا پھول اور اس کے پھل اتنا ہی زیادہ نازک اور کمزور ہیں۔ ایک شخص جب پتیوں کے حسن، پھولوں کی رنگ کاری اور پھولوں کی لطافت پر غور کرتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ درخت کے یہ نرم و نازک حصے اس کے مضبوط حصوں سے زیادہ قدرت کی توجہ کے مستحق رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنہ اور شاخیں اس لئے تھیں کہ وہ تخلیق کے اس نرم و نازک شاہکار کو دبوذ میں لانے کا ذریعہ بنیں جن کو پتی اور پھول اور پھل کہا جاتا ہے۔

یہ خدا کی طرف سے ایک خاموش اشارہ ہے جو بتاتا ہے کہ انسان سے اس کے خالق کو کیا مطلوب ہے۔ زندگی کے درخت کو حسین پھولوں کے انجام تک پہنچانے کے لئے آدمی کو کیا کرنا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ آدمی طاقت سے زیادہ معنویت کا دلدادہ ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

انسان پتھروں کے آگے جھکتا ہے اور سچائی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ لوگ طاقتور تنوں پر اپنے حسن سلوک کا ثبوت دے رہے ہیں حالانکہ ان کا خدا ان سے پھولوں اور پتیوں کی سطح پر حسن سلوک کا نذرانہ مانگ رہا ہے۔ لوگ بڑوں کا استقبال کر کے اپنی شرافت اور انسانیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ خدا جہاں ان کی شرافت اور انسانیت کو دیکھنے کا منتظر ہے وہ اس کے وہ بندے ہیں جن کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لوگ شہرت کے مواقع پر پیسہ دے کر فیاضی کا ٹائٹل لے رہے ہیں حالانکہ خدا کے یہاں فیاضی کا ٹائٹل اس کو ملتا ہے جو ایسے مواقع پر پیسہ دے جہاں حیب خالی کر کے بھی شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوتی۔

## جنت کی وراثت

مومن خدا کی اس دنیا میں گویا ایک تناور درخت ہے۔ ایک شخص جب مومن بنتا ہے تو ساری کائنات اس کو رزق پہنچانے کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔ وہ ایک شاندار درخت کی مانند بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ زمین کے اندر بھی وہ اپنی جڑیں پھیلاتا ہے اور آسمان تک بھی اس کی شاخاں پہنچتی ہیں۔ خدا کی مدد ہر مرحلہ میں اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ ہر موقع پر اپنی بہار دکھاتا ہے۔ اس کی کامیابیاں دنیا کی زندگی سے لے کر آخرت کی زندگی تک چلی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس غیر مومن خدا کی اس زمین پر جھاڑ جھنکار کی طرح ہے، وہ غیر مطلوب پودے کے طور پر بس اوپر اوپر آگ آتا ہے۔ خدا کی مدد اس کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اس لئے نہ دنیا میں اس کو جادو حاصل ہوتا اور نہ آخرت میں وہ کوئی پھل دیتا۔ وہ یہاں بھی محروم رہتا ہے اور وہاں بھی۔

غیر مومن کو موجودہ دنیا میں جو مواقع ملتے ہیں وہ خدا کے قانون مہلت کی بنا پر ہیں۔ امتحان کی مصلحت کے تحت اس کو وقتی طور پر زمین کی سطح پر اگنے اور بڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ مگر امتحان کی مدت ختم ہوتے ہی اس کو زمین سے اکھاڑ دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کو آگ کی دنیا میں پھینک دیا جائے گا جہاں وہ اپنی طور پر جہنم میں جلتا رہے۔ اور خدا کی سہولت و شاداب دنیا اپنی جنتی فضاؤں کے ساتھ صرف ان لوگوں کی وراثت میں دے دی جائے گی جو موت سے پہلے کی زندگی میں سچے ربانی انسان ثابت ہوئے ہوں۔

## آخرت میں جینے والے

جنت اس کے لئے ہے جو جنت کا طالب ہو اور جنت کا طالب وہ ہے جس کے لئے جنت کے مقابلہ میں ہر دوسری چیز بے قیمت ہو جائے۔ جو شخص حقیقی معنوں میں جنت کا طالب ہو اس کی نگاہ میں دنیا کی تمام چیزیں حقیر بن جاتی ہیں۔ اخروی چیزوں کی اہمیت کا احساس دنیوی چیزوں کو اس کی نظر میں غیر اہم بنا دیتا ہے۔

جب آدمی کا ذہن آخرت کی باتیں سوچنے میں اتنا گم ہو کہ وہ دنیا کی باتیں بھولنے لگے۔ جب آخرت کا غم اس کے اوپر اس طرح چھا جائے کہ دنیا کے غم اس کو یاد نہ آئیں۔ جب آنے والے مستقل آرام و تکلیف مسئلہ اس کو اتنا فکر مند بنا دے کہ عارضی آرام و تکلیف کے مسئلے اس کے لئے بے حقیقت ہو جائیں۔ جب کل کی زندگی اس کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لے کہ آج کی زندگی کے بارے میں وہ لوگوں کو غافل نظر آنے لگے۔ جب بلند تر حقیقتوں کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے وہ دنیا میں اس طرح رہنے لگے گویا وہ دنیا میں نہیں ہے۔ جب وہ دنیا کا کوئی آرام دیکھے تو یہ سوچ کر رو پڑے کہ معلوم نہیں آخرت میں کیا ہونے والا ہے۔ اور جب کوئی تکلیف اس کو ستائے تو اس کی زبان سے نکلے کہ خدایا، دنیا کی معمولی تکلیف تو برداشت نہیں ہوتی پھر آخرت کی تکلیف کس طرح برداشت ہوگی۔ جب دنیا کی لذتیں اس کو تسکین نہ دے سکیں اور دنیا کی مصیبتیں اس کی نگاہ میں حقیر بن جائیں۔

جن لوگوں کا یہ حال ہو جائے وہی وہ لوگ ہیں جو آخرت کے ماننے والے بنے۔ انہیں خوش نصیب روتوں کے لئے آخرت میں جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

## جنتی عمل

جنتی عمل وہ ہے جو آدمی کے اندر جنت کے پھول کھلا رہا ہو، جس کو کرنے کے دوران آدمی کو خود بھی کچھ ملے۔ اگر آدمی بظاہر سرگرمیاں دکھا رہا ہو اور اس کا اپنا وجود کچھ پانے سے محروم ہو تو اس کی سرگرمیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ عمل وہی عمل ہے جس کے دوران آدمی کے ذہن میں شعور کی چنگاری پڑے۔ اس کے دل میں سوز و تڑپ کا کوئی لاوا ابلے۔ اس کی روح کے اندر کوئی کیفیاتی پھل پیدا ہو۔ اس کے اندرون میں کوئی ایسا حادثہ گزرے جو برتر حقیقتوں کی کوئی کھڑکی اس کے لئے کھول دے۔

آخرت کے پیمانہ میں اہمیت کی چیز یہ نہیں ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اہمیت کی چیز یہ ہے کہ آپ کیا ہو رہے ہیں۔ اگر آپ کی مصروفیات بہت بڑھی ہوئی ہوں۔ اگر بتانے کے لئے آپ کے پاس بہت سے کارنامے ہوں مگر آپ کی اندرونی ہستی خالی ہو تو آپ کی مصروفیات محض بے فائدہ سرگرمیاں ہیں، اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہوائیں ہوں مگر ان سے آکسیجن نہ ملے۔ پانی ہو مگر اس سے سیرابی حاصل نہ ہو۔ غذا ہو مگر اس سے آدمی کو قوت نہ ملے۔ سورج ہو مگر وہ روشنی نہ دے رہا ہو تو ایسا ہونا ہونا نہیں ہے بلکہ نہ ہونے کی بدترین شکل ہے۔

غیر جنتی انسان وہ ہے کہ جب وہ بولے تو اس کے الفاظ اس کے دل کی دھڑکن نہ بنیں۔ وہ عمل کرے مگر اس کا عمل اس کے دل کو نہ چھوئے۔ اس کے برعکس جنتی انسان وہ ہے جس کا عمل اس کے لئے روحانی تجربہ بن رہا ہو۔ اس کی ہستی کو کیفیت کی غذائیں مل رہی ہوں۔ اس کی ظاہری کارروائیاں اس کے اندرون میں وجود میں پھل پیدا کرنے کا سبب بن جائیں۔

## جنت کس کا حصہ ہے

جنت کسی کو سستے داموں نہیں مل سکتی۔ یہ تو اسی خوش نصیب روح کا حصہ ہے جو حقیقی معنوں میں خدا کا مومن بندہ ہونے کا ثبوت دے۔ مومن ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنی دنیا دارانہ زندگی کے ساتھ کچھ عملیات کا جوڑ لگالے۔ مومن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہی آدمی کی پوری زندگی بن جائے۔ آدمی کا پورا وجود خدا کے دین میں نبھا اٹھے۔

مومن وہ ہے جس کے سینہ میں اسلام ایک نفسیاتی طوفان بن کر داخل ہو۔ جو خدا کو اپنے اتنا قریب پائے کہ اس سے اس کی سرگوشیاں جاری ہو جائیں۔ جس کی تنہائیاں خدا کے فرشتوں سے آباد رہتی ہوں۔ جس کے دینی احساس نے اس کی زبان میں خدا کی لگام دے رکھی ہو۔ جس کے ہاتھوں اور پیروں میں خدا کی بیٹریاں پڑی ہوئی ہوں۔ جس کے اسلام نے اس کو حشر کی آمد سے پہلے حشر کے میدان میں کھڑا کر دیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ کافر پر مرنے کے بعد گزرنے والا ہے، وہ مومن پر جیتے جی اسی دنیا میں گزر جاتا ہے۔ دوسرے لوگ جن باتوں کو اس وقت یائیں گے جب کہ خدا غیب کا پردہ پھاڑ کر سامنے آجائے گا، مومن ان باتوں کو اس وقت پالیتا ہے جب کہ خدا ابھی غیب کے پردہ میں چھپا ہوا ہے۔ مومن پر قیامت سے پہلے قیامت گزر جاتی ہے جب کہ دوسروں پر قیامت اس وقت گزرے گی جب کہ وہ عملاً ان کے اوپر آچکی ہوگی۔

## جنتی کون

جنتی وہ ہے جس پر جنت سے پہلے جنت کا تجربہ گزر جائے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں ان کیفیات کو پایا ہو جو آخرت میں اس کو جنت کا مستحق بنانے والی ہیں۔ جس کے روئے ٹکھڑے ہو کر اس کو خدائی محاسبہ کا احساس دلا چکے ہوں۔ جس کے قلب پر ٹکڑے کر دینے والی تجلیات کے نزول نے اس کو قربت خداوندی سے آشنا کیا ہو۔ جس نے بغض و انتقام کے جذبات کو اپنے اندر کچل کر عفو خداوندی کا مشاہدہ کیا ہو۔ جس نے اپنے ندامت کے آنسوؤں میں وہ منظر دیکھا ہو جب کہ ایک مہربان آقا اپنے خادم کے اعترافِ قصور پر اس سے درگزر فرماتا ہے۔ جس پر یہ لمحہ گزرا ہو کہ ایک شخص پر قابو پانے کے باوجود وہ اس کو اس لئے چھوڑ دے کہ اس کا خدا بھی اس دن اُسے چھوڑ دے جب کہ وہ باہل عابز ہو کر اس کے سامنے ٹکھڑا ہوا ہوگا۔ جو اختیار کے باوجود اپنی زبان کو صرف خدا کی خاطر روک لے۔ جو حق کے آگے اس طرح گر پڑے جیسے لوگ آخرت میں خدا کو دیکھ کر ڈھ پڑیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ مومن جنت کا ایک بھول ہے۔ وہ موجودہ دنیا میں آنے والی دنیا کا ایک ابتدائی شگوفہ ہے۔ مومن پر وہ سارے تجربات اسی دنیا میں گزر جاتے ہیں جو دوسروں پر موت کے بعد گزرنے والے ہیں۔ آدمی کی زندگی میں مختلف قسم کے جو حالات پیش آتے ہیں انہیں میں ہر آدمی کی جنت اور جہنم چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ ان حالات میں کوئی شخص شیطان کا انداز اختیار کر کے جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے اور کوئی شخص فرشتوں کا انداز اختیار کر کے جنت کا۔

## قیمت نہ دینا

جنت کی قیمت آدمی کا اپنا وجود ہے۔ جو شخص اپنے وجود کو اللہ کے لئے قربان کرے گا وہی جنت کو پائے گا۔ وجود کی قربانی دے بغیر جنت کا حصول ممکن نہیں۔

ہر آدمی کی زندگی میں وہ لمحہ آتا ہے جب کہ خدا کا دین اس سے کسی قسم کی قربانی مانگتا ہے۔ نفس کی قربانی، شخصیت کی قربانی، مال کی قربانی، زندگی کی قربانی۔ ایسے مواقع پر جو شخص مطلوبہ قربانی پیش کر دے وہ خدا کے انعام کا مستحق ہو گیا۔ جو شخص ہچکچا کر رک جائے وہ خدا کی نعمتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔

جنت اتنی زیادہ قیمتی ہے کہ ہماری کوئی بھی چیز اس کا بدل نہیں بن سکتی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ایک بہت معمولی چیز کو اس کی قیمت بنا دیا ہے۔ یہ ہماری قربانی ہے۔ آدمی اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فاصلہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنی بے قیمت جان کو پیش کر دے۔ وہ اس مقصد کے لئے اپنے حقیر مال کو ٹٹا دے۔ وہ خدا کے کام میں اپنی مختصر عمر کو صرف کر دے۔ سچائی کو مان لینا قربانی ہے۔ اپنے اثاثہ کو اللہ کے لئے دینا قربانی ہے۔ اپنے وقت اور قوت کو خدا کی راہ میں لگانا قربانی ہے۔ اپنے خلاف مزاج بات کو خدا کی خاطر سہہ لینا قربانی ہے۔

کتنی بڑی چیز کی یہ کتنی چھوٹی قیمت ہے۔ مگر آدمی یہ معمولی قیمت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ آدمی اپنی مختصر زندگی گزار کر اس حال میں دنیا سے چلا جاتا ہے کہ اس نے جنت کی قیمت ادا کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا تھا۔

## جنتی اعمال

آخرت میں جنت کی لذتیں اس شخص کو ملیں گی جس کے لئے جنت والے اعمال اسی دنیا میں لذت دین گئے ہوں۔ جب آدمی کا حال یہ ہو جائے کہ وہ دنیا کے دکھائی دینے والے سہاروں سے زیادہ خدا کے نہ دکھائی دینے والے سہارے پر بھروسہ کرنے لگے۔ دنیوی چیزوں کی محبت سے زیادہ خدا کی محبت اس کو عزیز ہو اور دنیوی چیزوں کے خوف سے زیادہ خدا کا خوف اس کے لئے اہمیت رکھتا ہو۔ رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کو قبول کرنا اس کو ہر حال میں پسند ہو، خواہ وہ اس کے ذوق کے خلاف کیوں نہ ہو۔ وہ دنیا کی مصلحتوں کے بجائے آخرت کی مصلحتوں کو اہمیت دے۔ حق کو نظر انداز کرنے کے مقابلہ میں حق کو مان لینا اس کی نظر میں زیادہ محبوب بن جائے۔ بے فکری کے ساتھ قہقہہ لگانے سے بڑھ کر تسکین اس کے دل کو اس وقت ملتی ہو جب کہ وہ اللہ کے لئے آنسو بہا رہا ہو۔ وقار کا سوال اگر سچی بات کو قبول کرنے میں رکاوٹ بنے تو وہ اپنے وقار کو مجروح کر کے سچائی کا طریقہ اختیار کرنے پر تیار ہو جائے۔

جب اس کو کسی سے شکایت ہو جائے تو اس سے انتقام لینے کے بجائے اس کو معاف کر دینے میں اس کا دل ٹھنڈک پاتا ہو۔ حقوق کو غصب کرنے سے زیادہ اس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ جب اس کے سینہ میں حسد اور نبض کے جذبات بھڑک اٹھیں تو ان کو ظاہر کرنے کے بجائے ان کو کچل ڈالنا اس کو زیادہ محبوب ہو۔ کسی کے خلاف بری رائے قائم کرنے سے زیادہ اس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اس کے بارے میں اچھی رائے قائم کرے۔



## جنت کا مسافر

خدا کا مطالبہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام اثاثہ کو خدا کے حوالے کر دے۔ اس کے معاوضہ میں خدا نے آخرت میں اپنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔

آدمی اکثر اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے اور اس کے جواب میں دشواریوں کی ایک فہرست پیش کر دیتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہی دشواریاں وہ قیمتی مواقع ہیں جن کو عذر نہ بنا کر وہ اپنے رب کو خوش کر سکتا ہے۔ آدمی جن مسائل کی بنا پر اسلام کی طرف بڑھنے سے رکتا ہے وہی دراصل اس کے لئے ترقی کے زینے ہوتے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں ہیں کہ آدمی ان کو دیکھ کر رک جائے، وہ اس لئے ہیں تاکہ آدمی انہیں پھاند کر آگے بڑھ جائے۔ وہ ان کو خدا تک پہنچنے کا زینہ بنا لے۔

خدا کے نزدیک اس کا سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اپنی تمناؤں کو اس کے لئے دفن کر دے۔ جو اپنے آرام کو اس کی خاطر چھوڑ دے۔ جو اپنی مشکلات کو نظر انداز کر کے اس کی طرف بڑھ جائے۔ دنیا میں کسی کی کامیابی یہ نہیں ہے کہ وہ یہاں کچھ حاصل کرے۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

سب سے زیادہ صحت مند وہ ہے جس کی صحت خدا کی راہ میں برباد ہو گئی ہو۔ سب سے زیادہ صاحب مال وہ ہے جو خدا کی خاطر بے مال ہو جائے۔ سب سے زیادہ بلند مرتبہ وہ ہے جو خدا کے لئے بے مرتبہ ہو گیا ہو۔ سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہے جو بالکل ٹاٹا ہوا اپنے رب کے پاس پہنچے، کیونکہ اس کا رب اپنی رحمتوں کو اس کے اوپر انڈیل دے گا۔

## جنتی اخلاقیات

خدا کو اپنی جنتی دنیا میں بسانے کے لئے کیسے انسان مطلوب ہیں، اس کا نمونہ اس نے موجودہ کائنات میں قائم کر دیا ہے۔ جو آدمی خدا کی ابدی نعمتوں میں حصہ دار بننا چاہتا ہو، اس کو چاہئے کہ وہ خدا کی پسند کو اپنی پسند بنائے، وہ خدا کی تابعداری میں بقیہ کائنات کا ہم سفر بن جائے۔

کائنات میں جو واقعہ لوہے کی صورت میں پایا جاتا ہے وہ انسانی سطح پر بے لچک کردار کی صورت میں مطلوب ہے۔ جو چیز پتھری زمین سے پانی کی صورت میں بہ نکلتی ہے وہ انسان سے نرم مزاجی کی صورت میں مطلوب ہے۔ فطرت میں جو چیز ایل قوا زین کی صورت میں پائی جاتی ہے وہ انسان سے عہد کی پابندی کی صورت میں مطلوب ہے۔ مادی دنیا میں جو چیز مہک اور لذت اور رنگ کی صورت میں پائی جاتی ہے وہ انسان سے خوش معاملگی کی صورت میں مطلوب ہے۔ خلا میں کھریوں ستارے مسلسل حرکت کرتے ہیں مگر ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ یہی واقعہ انسان کی زندگی میں اس طرح مطلوب ہے کہ ہر آدمی اپنے اپنے دائرہ میں اس طرح سرگرم ہو کہ ایک اور دوسرے کے درمیان ٹکراؤ کی نوبت نہ آئے۔ درخت کاربن لے لیتا ہے اور آکسیجن ہماری طرف لوٹاتا ہے، یہی چیز انسانی سطح پر اس اخلاقی اصول کی صورت میں مطلوب ہے کہ جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ تم اچھا سلوک کرو۔ پہاڑ اور تمام کھڑی ہوئی چیزیں اپنا سایہ زمین پر ڈال دیتی ہیں، یہی چیز انسانی زندگی میں اس طرح مطلوب ہے کہ ہر آدمی تواضع اختیار کرے۔ کوئی کسی کے اوپر فخر نہ کرے، کوئی دوسرے کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا نہ سمجھے۔

## جنت والے

جو لوگ خدا کی کتاب کی بنیاد پر کھڑے ہوں ان پر خدا کے خصوصی انعامات ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے لئے جنت کی بشارتیں دی جاتی ہیں۔ مگر یہ انعامات کسی نسل یا قوم سے تعلق کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ صرف کردار کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ بعد کے دور میں اس گروہ کے افراد اس فرق کو بھول جاتے ہیں۔ اب لوگ یہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ خواہ عمل کریں یا نہ کریں خدا کے وعدے ان کے حق میں ضرور پورے ہوں گے۔ وہ ضرور خدا کی ابدی جنتوں میں داخل ہوں گے۔

آسمانی کتاب کی حال قوم میں جب دین کی اصل روح زندہ ہو تو اس کے اندر حقیقت پسندی کا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ خدا کے عادلانہ قانون میں اندھیر نہیں ہے۔ وہاں کسی کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے کیا ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم۔ اس کے برعکس جب دین کی اصل روح مٹ جاتی ہے تو خوش خیالیاں جنم لیتی ہیں۔ لوگ حقیقی عمل کے بجائے فرضی امیدوں میں جینے لگتے ہیں۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ محض ایک خاص گروہ سے وابستہ ہونے کی بنا پر وہ جنتوں میں داخل کر دیے جائیں گے خواہ وہ عمل کریں یا نہ کریں۔

آخرت کی سرفرازیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے دنیا میں عدل خداوندی کی سطح پر زندگی گزار لی ہو۔ جنہوں نے خدائی حقیقتوں سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کیا ہو۔ جو دوزخ کے سامنے آنے سے پہلے دوزخ سے بھاگے ہوں اور جنت کو دیکھنے سے پہلے جنت کی طرف دوڑ پڑے ہوں۔

## جب آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی

خدا جب اپنے بندے کے کسی عمل کو قبول کرتا ہے تو اس وقت حیرت انگیز طور پر کچھ ملکوتی قسم کی کیفیات آدمی کے اوپر گزرتی ہیں۔ یہ اس جنت کا تعارف ہے جس کا وعدہ سچے بندوں سے کیا گیا ہے۔ یہ باغ بہشت کی خوشبو ہے جس کو اہل ایمان دنیا کے اندر پاتے ہیں۔ یہ کیفیات اگرچہ تڑپ کی صورت میں ہوتی ہیں مگر وہ تمام لذتوں سے زیادہ لذیذ ہیں۔

جب آدمی کو ایسا صدقہ کرنے کی توفیق ملتی ہے جبکہ وہ انسان کو دے کر خدا سے پار ہا ہو۔ جب اس کو ایسی تلاوت نصیب ہوتی ہے جب کہ خدا کے کلام کا تاثر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت میں بہہ پڑے۔ جب اس پر ایسے درد انگیز لمحات گزرتے ہیں جس میں وہ قربت خداوندی کا تجربہ کرتا ہے۔ جب وہ بے قرار دل اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ اپنے رب کو ایسے الفاظ میں پکارنے لگتا ہے جو خود اس کے رب کی طرف سے اس کے قلب پر آتا رہے گئے ہوں تو یہ سب اللہ کا رزق ہوتا ہے جو اس کو روحانی ذریعوں سے پہنچتا ہے۔ وہ ان جنتی پھلوں میں سے ایک پھل کا مزہ چکھتا ہے جو خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے چھپا رکھے ہیں۔ آج یہ پھل ایمانی کیفیات کی صورت میں ملتے ہیں اور کل وہ جنت کے ابدی انعامات کی صورت میں اس کے حوالے کئے جائیں گے۔

دنیا میں اگر آپ خدا سے قریب نہیں ہوئے۔ آخرت میں آپ کو خدا کی قربت کس طرح مل سکتی ہے۔ جس کی عبادت دنیا میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بنی اس کو آخرت کی وہ نعمتیں کس طرح ملیں گی جن کو پا کر ہمیشہ کے لئے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

## جنت کا پھول

مومن جنت کا پھول ہے۔ اس کی خوشبو دنیا کی زندگی میں ربانی اخلاقیات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور آخرت میں وہ مادی نعمتوں کی صورت میں ڈھل جائے گی۔ جس کا دوسرا نام جنت ہے۔

مومن وہ ہے جس کا لگاؤ آخرت کے معاملہ میں اتنا بڑھے کہ دنیا کی چیزوں کے بارہ میں وہ بے نفس ہو جائے۔ دوسروں کی طرف سے جب اس کے دل پر چوٹ لگے تو وہ اس کو برداشت کر لے۔ اس کو اپنی کمیوں کا اتنا زیادہ احساس ہو کہ دوسروں کی طرف سے کی جانے والی تنقید کو وہ برانہ مانے۔ دوسرے اس کو بے عزت کریں تو خدا کی خاطر وہ اس کو نظر انداز کر دے۔ اس کا دل خدا کے سمندر میں نہا کر اتنا صاف ہو جائے کہ وہ دوسروں کی زیادتیوں پر ان کو معاف کر سکے اور ان کی تلخ باتوں کو بھلا دیا کرے۔ حتیٰ کہ اس کے دل کا یہ حال ہو جائے کہ تکلیف پہنچانے والوں کے لئے اس کی زبان سے دعائیں نکلنے لگیں۔

یہی وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو آخرت میں جنت کی دنیا کے شہری بنائے جائیں گے۔ جنت کی دنیا پھولوں جیسی لطیف دنیا ہے، صرف لطیف روہیں ایسی دنیا میں جگہ پاسکتی ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو منفی جذبات اور رد عمل کی نفسیات سے اوپر نہ اٹھا سکیں وہ گویا کانٹوں کی سطح پر جی رہے ہیں۔ ایسے لوگ پھولوں کے پڑوسی کس طرح بن سکتے ہیں۔

لوگ جنت سے کتنا دور ہیں پھر بھی وہ اپنے کو جنت سے کتنا قریب سمجھتے ہیں۔

## ربانی اوصاف

جنت ایک مثالی دنیا ہے جو مخصوص خدائی اہتمام کے تحت بنائی جائے گی۔ موجودہ دنیا دکھ اور محنت کی دنیا ہے اور موت کے بعد آنے والی دنیا خوشیوں اور لذتوں کی دنیا۔ موجودہ دنیا میں وہ انسان چنے جا رہے ہیں جو آنے والی ابدی دنیا میں بسائے جانے کے قابل ہوں۔

اگلی دنیا میں عزت و مسرت کے لازوال مکانات میں بسانے کے لئے وہ لوگ مطلوب ہیں جو اخلاق خداوندی کو اپنا اخلاق بنائیں۔ اخلاق خداوندی کیا ہے، اس کے نمونے آج کی دنیا میں انسان کے چاروں طرف پھیلا دئے گئے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دل و دماغ میں پہاڑوں کی بلندیاں اور سمندروں کی وسعتیں لئے ہوئے ہوں۔ جو ہواؤں کی مانند لوگوں سے ٹکرائے بغیر ان کے بیچ سے گزر جانے والے ہوں۔ جو ستاروں اور سیاروں کی طرح خاموش سفر کرنا جانتے ہوں جو سورج کی طرح اپنوں اور غیروں کے اوپر یکساں چمکنے والے ہوں۔ جو پھول کی طرح شہرت اور عزت سے بے نیاز ہو کر کھلنا جانتے ہوں۔ جو دریا کی مانند حسد اور نفرت سے خالی ہو کر زمین کے سینہ پر بہ رہے ہوں۔ جو درخت کی طرح ساری کائنات کو اپنے لئے ربانی غذا کا دسترخوان بنا چکے ہوں۔ جو زمین پر پڑے ہوئے سایہ کی طرح کبر و غرور سے خالی ہو کر اپنے آپ کو اللہ کے آگے ڈال دینے والے ہوں۔

جو لوگ آج کی دنیا میں ان ربانی خصوصیات کے حامل بنیں وہی وہ لوگ ہیں جو آنے والی جنتی دنیا کے مالک ہوں گے۔

## خدا کے لئے جھکنے والے

خدا کو اپنی جنت میں بسانے کے لئے وہ حقیقت پسند انسان مطلوب ہے جو خدا کو نہ دیکھتے ہوئے بھی دنیا میں اس طرح رہے جیسے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ خدا کی بڑائی اور اس کے کمالات، اس کے ذہن پر اس طرح چھا جائیں کہ وہ اس کو ہر وقت یاد آنے لگے۔ اس کا دل ہر وقت خدا کی باتوں سے سرشار رہے اور اس کی پوری زندگی خدا کے گرد گھومنے لگے۔

جنت کی حسین دنیا میں رہنے کا اہل صرف وہ ہے جو خدا کو اس طرح اپنا معبود بنالے کہ وہی اس کی زندگی بن جائے۔ جو اپنے شعور کو اس حد تک ترقی دے کہ اپنے آپ کو اپنے سے الگ ہو کر دیکھنے لگے۔ جو خود مختار ہو کر بھی پابند زندگی گزارے۔ جو آزاد ہو کر بھی اپنی آزادی کو مقرر دائرہ میں استعمال کرے۔

یہ بلند نظری اور حقیقت پسندی کا وہ مقام ہے جہاں آدمی نفسیاتی پردوں سے باہر آ کر سوچتا ہے۔ جہاں وہ اپنے آپ کو ذاتی نگاہ سے نہیں بلکہ حقیقت واقعہ کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ جہاں وہ مجبور نہ ہوتے ہوئے بھی ہمہ تن اپنے آپ کو اپنے آقا کے آگے جھکا دیتا ہے۔ جہاں مخالفت ترغیبات کے باوجود وہ اپنے آپ کو اللہ کی حدود پر قائم رکھتا ہے۔ جہاں ڈھٹائی کے مواقع ہوتے ہوئے بھی وہ سرتاپا اپنے کو حق کے آگے ڈال دیتا ہے۔ مالک کائنات کے ظہور کے بعد لوگوں کا جو حال ہو گا وہ حال اس کا اسی وقت ہو جاتا ہے جب کہ مالک کائنات ابھی غیب کے پردہ میں چھپا ہوا ہے۔

## جنتی کردار

جنت کی لطیف دنیا میں بسنے کے قابل وہ لوگ ہیں جن کا یہ حال ہو کہ ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ مایوس نہ ہوں بلکہ صبر کا طریقہ اختیار کریں۔ کسی سے ان کو تکلیف پہنچے تو اس کے حق میں دعائیں دیں۔ کسی سے معاملہ پڑے تو انصاف کے مطابق اس کے حقوق ادا کریں۔ کوئی تنقید کرے تو اس کو برا مانے بغیر ٹھنڈے دل سے سن لیں۔ کسی سے شکایت ہو تب بھی اس کے بارے میں انصاف کا رویہ نہ چھوڑیں۔ جب بھی کسی سے معاملہ پڑے تو دوسرے شخص کو ان سے بہتر سلوک کا تجربہ ہو۔

مومن وہ ہے جو دنیا کی زندگی میں خدا کا ایسا پھول بن جائے جو اپنی کثافت کو بھی مہک کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ ایسی پاک زندگی گزارنے کی توفیق ان لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کو اس طرح یاد کرنے لگیں جس طرح کوئی آدمی سانس لیتا ہے۔ وہ اللہ کو اس طرح پالیں کہ وہ ان کی روح کے اندر تیر جائے، وہ ان کی دل کی دھڑکنوں میں شامل ہو جائے، وہ اللہ کے خوف و محبت میں نہا اٹھیں۔

جہاں لوگوں میں کسرٹی بھڑکتی ہے، مومن تواضع سے جھک جاتا ہے۔ جب نفرت امنڈتی ہے وہ محبت کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ جب بدخواہی کا موقع ہو تو وہ خیر خواہی کا ثبوت دیتا ہے۔ جہاں حقوق دبائے جاتے ہیں وہ انصاف کے ساتھ حقوق لوٹاتا ہے۔ جب اعتراف کرنے میں وقار گرتا ہے تو وہ سچائی کا اعتراف کر لیتا ہے۔ جب جوانی کا رروائی کا ذہن ابھرتا ہے تو اس وقت بھی وہ وہی کرتا ہے جو انصاف کے مطابق ہو۔



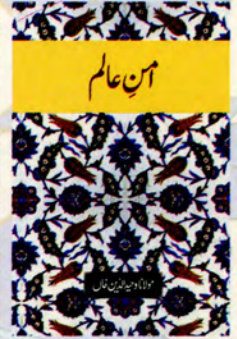
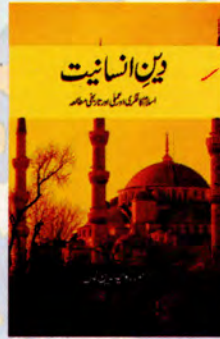
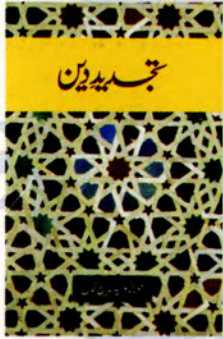
## داعی خدا کا نمائندہ


خدا کا داعی خدا کے سمندر میں نہاتا ہے۔ وہ خدا سے الفاظ پا کر بولتا ہے۔ اس طرح اس کے لئے ممکن ہوتا ہے کہ وہ خدا کی دنیا میں خدا کے گیت گائے۔ وہ فطرت کے ساز پر خدا کے ابدی نغمے پھیڑے۔ مگر انسان اتنا غافل ہے کہ پھر بھی وہ اس سے کوئی اثر نہیں لیتا۔ پھر بھی وہ اپنے بند سینہ کو نہیں کھولتا۔

خدا کی طرف سے ایک پکارنے والے کا وجود میں آنا کسی مشین پر بیچنے والے ریکارڈ کا وجود میں آنا نہیں ہے۔ یہ روح انسانی میں ایک ایسے انقلاب کا برپا ہونا ہے جس کی شدت جو لاکھی پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ داعی کا بولنا اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر لانا ہوتا ہے۔ اس کا لکھنا اپنے خون کو سیاہی بنانے کے بعد وجود میں آتا ہے۔ اس کے نغمے محض نغمے نہیں ہوتے بلکہ روح انسانی میں ایک لطیف ترین خدائی بھونچال کی آواز ہوتے ہیں۔

مگر اس دنیا کا یہ سب سے زیادہ عجیب واقعہ ہے کہ ایسے ربانی کلمات بھی انسان کو نہیں گھلاتے۔ داعی اپنے پورے وجود کے ساتھ نذیر عریاں بن جاتا ہے اس کے باوجود آدمی اندھا بہرا بنا رہتا ہے۔ انسان کے سامنے جنت کی کھڑکیاں کھولی جاتی ہیں مگر وہ وجد میں نہیں آتا۔ اس کو بھڑکتے ہوئے جہنم کا نقشہ دکھایا جاتا ہے پھر بھی اس پر گریہ طاری نہیں ہوتا۔ اس کے سامنے خدا خود آکر کھڑا ہو جاتا ہے اس کے باوجود وہ سجدہ میں نہیں گرتا۔ انسان سے زیادہ نازک مخلوق خدا نے کوئی نہیں بنائی مگر انسان سے زیادہ بے حسی کا ثبوت بھی اس دنیا میں کوئی نہیں دیتا۔

موجودہ دنیا عمل کی جگہ ہے، اور آخرت کی دنیا عمل کا انجام پانے کی جگہ۔  
 انسان بے شمار خواہشوں کے ساتھ اس دنیا میں آتا ہے، لیکن اس دنیا  
 میں اُس کو اپنی خواہشوں کی تکمیل کا موقع نہیں ملتا۔ جنت وہ مقام ہے  
 جہاں انسان کو مکمل طور پر اور ابدی طور پر اپنی خواہشوں کی تکمیل کا موقع  
 ملے گا۔ لیکن یہ اعلیٰ موقع صرف اُن عورتوں اور مردوں کے حصے میں آئے گا جو  
 موجودہ دنیا میں اُس کی اہلیت ثابت کر سکیں۔



ISLAMIC STUDIES  
 GOODWORD  
 www.goodwordbooks.com  
 ISBN 978-81-7898-703-3  
  
 9 788178 987033

₹ 25.00